شیخ الاسلام ابن تیمیہؒ اپنے معاصرین کی نظر میں

۶۶۰ھ ——— ۷۲۸ھ

زیرِ اشاعت کتاب "حیات امام ابن تیمیہؒ" کا ایک باب

(از جناب استاذ محمد ابوزہرہ — ترجمہ — از مولانا سید رئیس احمد صاحب جعفری ندوی)

جناب محترم استاذ محمد ابوزہرہ کی کتاب ابن تیمیہ حیاتہ وعصرہ آراءہ وفقہہ کا رواں دواں ترجمہ مولانا سید رئیس احمد جعفری کے قلم سے ہے اور جس پر ضروری اور مناسب موقعوں پر حواشی مدیر "رحیق" کے ہیں۔

المکتبہ السلفیہ کے اہتمام میں انشاء اللہ جلدی اشاعت پذیر ہو رہی ہے۔ بیدہ التوفیق

(رحیق)

امام صاحب کے معاصر علماء و فقہا کی تعداد سینکڑوں سے متجاوز ہے اور یہ حقیقت ہے کہ قریباً سب ہی آپ کے علم و فضل اور مجاہدانہ عزیمت کے معترف و قائل تھے۔ حتیٰ کہ آپ کے مخالفین[1] بھی، دراصل ان کی مخالفت امام صاحب کے دلائل ساطعہ سے لاجواب ہو جانے کی وجہ سے تھی۔ اس جم غفیر سے ہم صرف چار اہم شخصیتوں کو لیتے ہیں۔ ان میں کچھ وہ ہیں جو اپنے سن اور علم کے

[1] مخالفین میں ایک بڑی شخصیت قاضی القضاۃ علامہ تقی الدین ابوالحسن علی بن عبدالکافی سبکیؒ (۷۵۶ھ) کی ہے۔ انہوں نے حافظ ذہبی کے نام ایک خط میں شیخ الاسلام ابن تیمیہؒ کو ان الفاظ میں خراج تحسین ادا کیا ہے۔ فالمملوك يتحقق كبر قدره وزخارة بحره وتوسعه فى العلوم الشرعية والعقلية وفرط ذكائه واجتهاده وبلوغه فى كل من ذلك ابمبلغ الذى يتجاوز الوصف والمملوك يقول ذلك دائما وقدره فى نفسى اكبر من ذلك واجل مع ما جمعه الله له من الزهادة والورع والديانة ونصرة الحق والقيام فيه لا لغرض سواه وجريه على سنن السلف واخذه من ذلك (باقی اگلے صفحہ پر)

لحاظ سے امام صاحب کے استاذ کی جگہ ہیں۔ دیکھنا ہے یہ حضرات امام صاحب کے بارے میں کیا رائے رکھتے ہیں؟

(حاشیہ صفحہ گذشتہ) ما لماخذ الاوفی وغرابة مثله فی هذا الزمان بل من ازمان (ذیل طبقات الحنابلہ ص ۳۹۳/ج۲ ۔ درر کامنہ ص ۱۵۹/ج۱ ۔ شذرات ص ۸۳-۸۴/ج۶) یعنی "یہ خادم ان (تقی الدین ابن تیمیہ) کی خوب خوب قدر کرتا ہے اور ان کی مہارت علمی، شرعی و عقلی علوم میں وسعت و فراوانی۔ کمال ذہانت واجتہاد وغیرہ کمالات میں ان کے اس اعلےٰ مرتبے پر فائز ہونے کا معترف ہے جو حدِ بیان سے باہر ہے اور یہ بات خادم ہمیشہ ہی کہتا ہے۔ پھر اللہ تعالےٰ نے مذکورہ اوصاف کے ساتھ ساتھ زہد، ورع، دیانت حق پرستی اور راہِ حق میں قیام و ثبات، طریق سلف پر سلوک، اور اس سے پورا پورا استفادہ کی جامعیت سے نوازا ہے حقیقت یہ ہے کہ وہ بے نظیر ہستی ہیں۔ صدیوں سے ایسا شخص پیدا نہیں ہوا۔" مولانا نواب صدیق حسن خاںؒ لکھتے ہیں "ایں بزرگ را تعصبے کثیر بود با ابن تیمیہ ولیکن در آخر عمر ازاں باز آمدہ" (اتحاف النبلاء ص ۳۲۳) اس کے بعد یہ مکتوب گرامی نقل کر دیا ہے۔ اس پر مولانا محمد عبد الحیؒ نے التعلیقات السنیہ علی الفوائد البہیہ (ص۴۵ طبع یوسفی) میں لکھا ہے کہ یہ مکتوب تقی سبکی کا نہیں بلکہ ان کے لڑکے تاج سبکی کا ہے، لیکن ذیل طبقات الحنابلہ لابن رجب، طبقات الحنابلہ لابن مفلح، شذرات لابن العماد الحنبلی میں "تقی الدین" "ابو الحسن" کی صراحت موجود ہے۔ جس سے مراد علامہ تقی الدین سبکی ہی ہو سکتے ہیں۔ نیز ابن ناصر الدین دمشقیؒ نے الرد الوافر (ص ۲۶) میں بھی اس کی تصریح کی ہے۔

مولانا عبد الحی مرحوم نے امام صاحب کے بعض مخالفین سے تسلیماً یہ قول نقل کیا تھا لمه اکبر من عقله (غیث الغمام حاشیہ امام الکلام ص۵۷) یہ قول چونکہ واقعات کے خلاف ہے اور قائل کے تعصب پر صاف دلالت کرتا ہے۔ اسی لئے نواب صاحب موصوفؒ دوسری جگہ امام صاحب کی غزارتِ عقل و فہم و فراست پر معاصرین کی شہادتیں ذکر فرما کر لکھتے ہیں۔

وقد قال بعض السفهاء ان علمه کان زائدا علی عقله یشیر بذلک الی قلة فهمه کان القائل بهذا القول لم یقف علی ما اثنی به علیه جمع من الائمة الکبار بالذکاء وقوة الادراک وبلوغه فی المعقولات مبلغا عظیما (التاج المکلل ص ۲۹۱)

بات چل نکلی ہے تو یہاں قاضی تقی الدین سبکی کے چچازاد بھائی علامہ بہاؤ الدین ابو البقاء محمد بن عبد البر سبکی (۷۷۷ھ)

ابن دقیق العید کی رائے | ابن دقیق العید کی وفات سنہ ۷۰۲ھ میں ہوئی۔ سنہ ۷۰۰ھ میں انہوں نے ایک مرتبہ امام صاحب کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا۔

"اس شخص نے بلا کا حافظہ پایا ہے۔"[1] پھر ایک اور موقعہ پر امام صاحب کے بارے میں ارشاد فرمایا۔

"میں جب ابن تیمیہ سے ملا تو میں نے انہیں ایسا آدمی پایا، تمام علوم جس کی نظر میں ہیں، جس علم کو چاہتا ہے لے لیتا ہے۔ جسے چاہتا ہے چھوڑ دیتا ہے۔"[2]

حافظ ذہبی کا تاثر | امام صاحب کے ایک اور معاصر[3] حافظ ذہبی فرماتے ہیں۔

"امام ابن تیمیہؒ کو صحابہ اور تابعین کے مذاہب پر غیر معمولی عبور حاصل ہے۔ بہت کم ایسا ہوتا ہے کہ وہ کسی مسئلہ پر لب کشائی کریں اور مذاہب اربعہ مفتی بہ قول کا ذکر نہ کریں۔ بعض مسائل معروفہ میں انہوں نے آئمہ اربعہ کے مسلک اور فتوے سے اختلاف بھی کیا ہے اور ان میں ایسی تصنیفات کی ہیں جن میں اپنے اختیار کردہ مسلک کو کتاب و سنت سے مبرہن کیا ہے۔ جب وہ اسکندریہ میں نظر بند تھے

کا ایک قول بھی یہاں ذکر کر دیا جائے تو غیر متعلق نہ ہوگا۔

ایک دفعہ قلندریہ صوفیوں کا ایک گروہ علامہ محمد سبکی کی طرف کہیں نکل آیا۔ علامہ سبکی نے کہا "اللہ ابن تیمیہ پر رحم کرے اس قسم کے بدعتی لوگوں کو بہت ناپسند کرتے تھے۔" یہ سن کر ایک صاحب نے امام ابن تیمیہ پر بعض لوگوں کی نکتہ چینی کا ذکر کیا اس پر سبکیؒ کہنے لگے واللہ یا فلان ما یبغض ابن تیمیۃ الا جاھل او صاحب الھویٰ فالجاھل ما یدری ما یقول و صاحب الھوی یصدہ ھواہ عن الحق۔ "خدا کی قسم! ابن تیمیہ سے بغض وہی رکھ سکتا ہے جس کو ان کا پتہ نہ ہو۔ یا پھر بدعات کا مریض، وہ بدعت اسے حق بات سے روکے رکھے گی۔"

عجیب بات ہے بعض حلقوں میں شیخ الاسلام ابن تیمیہؒ کے متعلق اب تک غلط فہمیاں پائی جاتی ہیں۔ اس وجہ سے یہ سطور استطراداً بلا ارادہ زبان قلم پر آگئیں۔ (احقر محمد عطاء اللہ حنیف)

---

[1] العقود ص ۱۱۹ [2] شذرات الذہب ص ۸۳ جلد ۶ [3] حافظ ذہبی معاصر ہی نہیں بلکہ امام صاحب ان کے شیخ بھی ہیں۔ اپنے معجم شیوخ میں والہانہ انداز میں آپ کا ذکر کیا ہے۔ (شذرات ج ۶ ص ۸۳) (ع ۔ ح)

نوان سے فرمائش کی گئی کہ اپنے مرویات مع اسانید کے قلمبند کردیں۔ انہوں نے ان کا کچھ حصہ دس ورق میں صرف حافظہ کی مدد سے لکھ ڈالا۔ اور اس طرح کہ شاید بڑے سے بڑا محدث بھی ایسے نہ لکھ سکتا۔[1]

ادھر چند سال سے وہ مذاہب اربعہ میں سے کسی معین مذہب کے مطابق فتوے نہیں دیتے ہیں۔ بلکہ جو مسلک ان کے نزدیک مدلل ہوتا ہے اس کے مطابق فتوے دیتے ہیں۔ واقعہ یہ ہے کہ انہوں نے سنت نبوی اور طریق سلف کے سلسلہ میں ایسے براہین و مقدمات قائم کئے ہیں جس میں وہ تنہا اور یکتا ہیں۔ انہوں نے اپنے مسلک کی تائید میں ایسے نقلی و عقلی دلائل و براہین پیش کئے جنہیں آج تک کوئی نہیں پیش کر سکا تھا۔ اور جو انہیں کا حصہ ہے اور ایسی باتیں کہیں یا لکھیں جنہیں زبان پر لانے کی کسی کو ہمت نہ ہوئی تھی نہ اگلوں میں نہ پچھلوں میں، لوگ جو بات زبان پر لاتے ڈرتے تھے وہ امام صاحب بے جھجک اور بے درنگ فرما دیتے تھے۔ یہاں تک کہ مصر و شام کے علماء ان کے مخالف ہو گئے اور مخالف بھی ایسے کہ نقصان پہنچانے کا کوئی دقیقہ فروگذاشت نہیں کیا۔ ان لوگوں نے امام صاحب پر بدعت کا الزام لگایا، مناظرہ کیا، تحریری بحث کی۔ لیکن امام صاحب نے کبھی طرح کی مداہنت سے کام لیا، نہ ڈگمگائے۔ وہ قولِ حق برابر ان کی زبان پر جاری رہا جو دوسروں کے لئے تلخ اور کڑوا تھا۔ اور جسے وہ اپنے اجتہاد، رسائی ذہن اور وسعتِ علم کے باعث درست اور صحیح خیال کرتے تھے۔ اور جسے وہ سنت رسول اور اقوال صحابہ سے ثابت کرتے تھے۔ ساتھ ہی ساتھ زہد و ورع، نیز کمالِ فکر اور سرعتِ ادراک میں بھی وہ بے ہمتا اور یگانہ تھے۔"[2]

حافظ ابن سید الناس کا قول | امام صاحب سے ابوالفتح ابن سید الناس[3] الیعمری المصری

[1] اس واقعہ کی پوری تفصیل تاریخ الاسلام ذہبی کے حوالے سے ذیل طبقات الحنابلہ (ص ۳۹۱ جلد ۲) میں ہے (ع ح) [2] العقود ص ۱۱۶، ۱۱۷ وغیرہ [3] حافظ فتح الدین ابوالفتح محمد بن محمد بن محمد بن عبداللہ (باقی اگلے صفحہ پر)

ایک مرتبہ ملے اور ان کے بارے میں فرمایا۔

"یہ شخص علوم و فنون کا جامع ہے، سنن و آثار کا حافظ ہے، جب تفسیر پر لب کشائی کرتا ہے تو بہت بڑا مفسر نظر آتا ہے۔ فقہ کے کسی مسئلہ پر جب فتوے دیتا ہے تو اس کی بصیرت کا لوہا ماننا پڑتا ہے۔ حدیث پر جب بابِ سخن وا کرتا ہے۔ تو صاحب علم و درایت نظر آتا ہے اقوام اس کی تاریخ پر جب مصروف تکلم ہوتا ہے تو اس کی وسعتِ نظر کا قائل ہونا پڑتا ہے۔ ہر علم میں اپنے ابنائے جنس پر فائق ہے جس کسی نے اسے دیکھ لیا پھر اس جیسا کسی اور کو نہ پایا۔ خود اس کی آنکھوں نے بھی اپنی جیسی کوئی اور ہستی کاہے کو کبھی دیکھی ہوگی۔ اس کی مجلس میں لوگوں کا تانتا لگا رہتا ہے۔ تشنگانِ علم حاضر ہوتے ہیں اور ان کے علم کے میٹھے سمندر سے پیاس بجھاتے ہیں۔ اور ان کے فضل کے موسم بہار سے لطف اندوز ہوتے ہیں [1]

علامہ زملکانی کا ارشاد کمال الدین الزملکانی [2] (۷۲۷ھ) شافعی مذہب کے پیرو اور امام ابن تیمیہ کے معاصر تھے۔ تقریباً ہم عمر بھی۔ وہ فرماتے ہیں۔

امام ابن تیمیہؒ سے جب کسی فن میں سوال کیا جاتا تو انہیں دیکھنے والا اور ان کی باتیں سننے والا یہ رائے قائم کرنے پر مجبور ہو جاتا کہ وہ اس فن کے سوا کچھ نہیں جانتے اور اس فن میں اتنا کچھ جانتے ہیں کہ کوئی دوسرا ان کا حریف نہیں۔ علماء اور فقہا خواہ وہ کسی مکتب خیال سے تعلق رکھتے ہوں جب ان کی مجلس میں پہنچتے تو اپنے مذہب و مسلک سے متعلق امام صاحب سے ایسی نکتہ کی بات سنتے جو خود انہیں نہ معلوم

(حاشیہ بقیہ صفحہ گذشتہ) ابن سیدالناس الیعمری المصری المتوفی ۷۳۴ھ۔ بہترین کتابوں کے مصنف اور مشہور شافعی الانتساب عالم ہیں البدایہ (ص ۱۶۹ ج ۱۴) شذرات ص ۱۰۹ جلد ۶) وغیرہ [1] الکواکب ص ۱۴۱ وغیرہ [2] علامہ زملکانی کا ذکر اوپر گذر چکا ہے یہ بھی بقول حافظ ابن حجرؒ امام صاحب کے شدید ترین مخالفین میں سے تھے (الرد الوافر ص ۷۵) مناظرے بھی کئے اور محض مسائل میں آپ کے رد میں کتابیں بھی لکھیں۔ (فوات الوفیات ص ۲۹۵ ج ۲، درر کامنہ ص ۷۵ ج ۴) وغیرہ۔ لیکن اس کے باوجود امام صاحب کے تبحر، عمق علمی، اخلاص اور تجدیدی مساعی کا اعتراف کیا اور فرمایا لم یر من خمس مائۃ سنۃ "ایسی شخصیت ۵۰۰ برس سے نظر نہیں آئی"۔ اور آپ کی بعض کتابوں پر بہترین تبصرے کئے دیکھئے ذیل طبقات الحنابلہ (ص ۳۹۲ ج ۲، ۳۹۳) (ع۔ح)

ہوئیں۔ پھر یہی نہیں امام صاحب علوم شرعیہ کے علاوہ دوسرے علوم و فنون میں بھی ایسی کامل دستگاہ رکھتے تھے کہ ان علوم و فنون کے ماہروں کو دنگ اور ششدر کر دیتے تھے اور ان پر فائق اور ممتاز نظر آنے لگتے تھے۔ ان خصوصیات کے علاوہ امام صاحب کی ایک خصوصیت یہ بھی کہ وہ بہت اچھے مصنف بھی تھے۔ حسن تصنیف اور جودتِ عبارت میں وہ اپنی مثال آپ تھے ترتیب و تقسیم، عنوانات و موضوعات میں بالکل منفرد اور یگانہ تھے[1]۔

امام صاحب کی عظمت کا راز نیز ابن تیمیہ کی شخصیت نیز علم اور معرفت کے بارے میں جو اقوال ان کے معاصر علماء کے موجود ہیں ان سب کا اگر استقصا کیا جائے تو شاید ایک ضخیم کتاب بھی اس کے لئے ناکافی ہو۔ نمونتہً ہم صرف ان ہی اقوال معاصرین پر اکتفا کرتے ہیں سطور بالا میں جن کا ذکر کیا جا چکا ہے۔

اس جگہ یہ سوال پیدا ہو سکتا ہے کہ امام ابن تیمیہ علم و تفضل کے اس مرتبہ بلند پر کیسے فائز ہوئے۔ اپنے دوستوں پر دشمنوں پر انہوں نے اتنا زیادہ اثر اپنی شخصیت کا کس طرح ڈالا۔ اس کے اسباب کیا تھے؟ اس شخصیت کے ابھرنے کے بواعث کیا تھے۔ جس نے اسلام کو حیات تازہ بخشی۔ جس نے تاریکی میں اور طوفانوں کی شدت میں بھی اسلام کی رونق، گہما گہمی، اور روشنی کو اس وقت دوبارہ قائم کیا۔ جب کہ اسلام پر داخلی اور خارجی مخالف عناصر نے یورش کر دی تھی۔

ہمارے خیال میں امام صاحب کو ابھارنے میں حسب ذیل چار اسباب، عناصر گونہ کی حیثیت رکھتے ہیں۔

(الف) مواہب خاصہ جو اللہ سبحانہ وتعالےٰ کی طرف سے ان کی ذات کو عطا ہوئے تھے — یعنی ذاتی اور شخصی صفات۔

(ب) امام صاحب کے شیوخ و اساتذہ اس ذیل میں افراد و اشخاص بھی آتے ہیں (باقی برصفحہ ۲۸۹)

---

[1] العقود الدریہ ص۸۔ اس کے بعد یہ بھی کہا ہے واجتمعت فیہ شروط الاجتہاد علی وجہہا ” یعنی امام صاحب کامل مجتہد تھے“ (ع۔ع)